

## سیدنا ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ (امین الامۃ، فاتح شام)

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ”لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَامِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ جَرَّاحٍ.“  
”ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین حضرت ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) ابن جراح ہیں۔“ (بخاری و مسلم)  
حضرت حسن بصریؒ مرسلہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے  
ارشاد فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص ایسا ہے کہ میں چاہوں تو اس کے اخلاق میں کسی نہ کسی بات کو میں قابل اعتراض قرار دے  
سکتا ہوں سوائے ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) کے۔“ (متدرک الحکم، ج ۳، ص ۲۶۶)

سیدنا ابو عبیدہ ابن جراح ﷺ، حضور اقدس ﷺ کے ان جلیل القدر صحابہ کرام ﷺ میں سے ہیں جن کی ذات  
گرامی اس دور کے تمام اعلیٰ فضائل و مناقب کا مجموعہ تھی۔ سابقین اولین میں سے ہیں اور اس وقت اسلام لے آئے تھے،  
جب مسلمانوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی تھی۔ آپ ان دس خوش نصیب صحابہ کرام ﷺ میں سے ہیں جن کو عشرہ مبشرہ کہا  
جاتا ہے اور جن کو خود سرکار دو عالم ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ آپ کا شمار ان صحابہ کرام ﷺ میں بھی ہے جنہیں  
دو مرتبہ ہجرت کی سعادت حاصل ہوئی۔ پہلی بار آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور دوسری بار مدینہ منورہ کی طرف۔  
حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ غزوات میں ہمیشہ نہ صرف شامل رہے، بلکہ ہر موقع پر اپنی جانبازی، عشق رسول اور  
اطاعت و اتباع کے انمٹ نقش قائم فرمائے۔ غزوہ بدر کے موقع پر ان کے والد کفار مکہ کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے کے  
لیے آئے تھے اور جنگ کے دوران اپنے بیٹے (سیدنا ابو عبیدہ ﷺ) کو نہ صرف تلاش کرتے تھے بلکہ اس فکر میں رہتے تھے کہ  
کسی طرح ان سے آمنہ سامنا ہو جائے۔ حضرت ابو عبیدہ ﷺ اگرچہ اپنے والد کے کفر سے بیزار تھے، لیکن یہ پسند نہ کرتے  
تھے کہ ان پر اپنے ہاتھ سے تلوار اٹھانی پڑے اس لیے جب کبھی وہ سامنے آ کر مقابلہ کرنا چاہتے تو یہ کتر جاتے لیکن باپ  
نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور بالآخر انہیں مقابلہ کرنا ہی پڑا اور جب باپ اور بیٹا مقابل ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے جو رشتہ قائم تھا،  
اس کی راہ میں حائل ہونے والا ہر رشتہ ٹوٹ چکا تھا۔ باپ اور بیٹے کے درمیان تلوار چلی اور ایمان کفر پر غالب آ گیا۔ باپ  
بیٹے کے ہاتھوں قتل ہو چکا تھا۔ (الاصابہ للحافظ ابن حجر۔ ج دوم)

غزوہ اُحد میں جب کفار کے ناگہانی ہلے میں سرکار دو عالم ﷺ کے مغفر کے دو حلقے آپ ﷺ کے رخسار مبارک  
کے اندر گھس گئے تو حضرت ابو عبیدہ ﷺ نے انہیں اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالا۔ یہاں تک کہ اس کش مکش میں حضرت

دین و دانش

(۸) --- نومبر ۲۰۰۶ء

ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

ابوعبیدہؓ کے سامنے کے دو دانت گر گئے۔ دانت گر جانے سے چہرے کی خوش نمائی میں فرق آجانا چاہیے تھا، لیکن دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ ان کے دانتوں کے گرنے سے حضرت ابوعبیدہؓ کے حُسن میں کمی آنے کے بجائے اور اضافہ ہو گیا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ کوئی شخص جس کے سامنے کے دانت گرے ہوئے ہوں حضرت ابوعبیدہؓ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گیا۔ (مستدرک الحاکم)

جب یمن کے لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے اپنے درمیان کوئی معلم بھیجنے کی درخواست کی تو حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ ابن جراحؓ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر فرمایا ”هَذَا امين هذه الامة“ (یہ اس امت کے امین ہیں) اور آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد تو صحیحین میں مروی ہے کہ: ”لِكُلِّ اُمَّةٍ امِينٌ، وَاَمِينُ هَذِهِ الِامَةِ ابُو عَبِيدَةَ ابْنُ جَرَّاحٍ“ (ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے، اور اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ ابن جراحؓ ہیں۔) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آنحضرت ﷺ کو اپنے صحابہؓ میں سب سے زیادہ محبوب کون تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ”ابوبکرؓ“۔ پوچھا گیا کہ ان کے بعد کون؟ فرمایا ”عمرؓ“۔ پھر پوچھا گیا کہ ان کے بعد کون؟ اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”ابوعبیدہ ابن جراحؓ“۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد جب سقیفہ بنی ساعدہ میں صحابہ کرامؓ کا اجتماع ہوا اور خلافت کی بات چلی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے خلافت کے لیے دو نام پیش فرمائے۔ ایک حضرت عمرؓ کا اور دوسرے حضرت ابوعبیدہ ابن جراحؓ کا۔ لیکن صدیق اکبرؓ کی موجودگی میں کسی اور پر اتفاق ہونے کا سوال ہی نہ تھا، مسلمان آپ ہی پر متفق ہوئے لیکن اس موقع پر حضرت ابوعبیدہؓ کا نام سیدنا صدیق اکبرؓ کی طرف سے پیش ہونا واضح کرتا ہے کہ جلیل القدر صحابہ کرامؓ کی نگاہ میں آپ کا مقام کیا تھا؟

سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے عہد خلافت میں شام کی مہمات حضرت ابوعبیدہ ابن جراحؓ ہی کے سپرد فرمائی تھیں۔ چنانچہ اردن اور شام کا بیش تر علاقہ آپ ہی کے مبارک ہاتھوں سے فتح ہوا۔ غزوہ یرموک کے موقع پر حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو عراق سے شام بھیجا تو اس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ کو شام کی مہمات کا امیر بنادیا تھا، لیکن حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت کے آغاز ہی میں حضرت خالد بن ولیدؓ کو امارت سے معزول کر کے حضرت ابوعبیدہ ابن جراحؓ کو ہی امیر بنادیا اور پھر سارا شام آپ کی سرکردگی میں فتح ہوا۔ حضرت خالدؓ آپ کی ماتحتی میں شریک جہاد رہے اور آپ نے حضرت عمرؓ کی طرف سے شام کے گورنر کے فرائض بھی انجام دیئے۔ شام کا خطہ اپنی زرخیزی، آب و ہوا اور قدرتی مناظر کے لحاظ سے عرب کے صحرائیوں کے لیے ایک جنت ارضی سے کم نہ تھا۔ دوسری طرف یہاں اس وقت کے لحاظ سے انتہائی متمدّن تہذیب یعنی رومی تہذیب کا دور دورہ تھا، لیکن ان صحابہ کرامؓ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے فیضِ صحبت سے جو انمٹ رنگ اپنے قلب و دماغ پر چڑھ لیا تھا، اس میں وہ اس قدر پختہ تھے کہ شام کی رنگینیاں ان کے زہد و قناعت، دنیا بیزاری اور آخرت کی ہمہ وقتی فکر پر ذرہ برابر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ اس بات کا

اندازہ حضرت ابو عبیدہ ابن جراحؓ کے اس واقعے سے ہوگا۔

حضرت ابو عبیدہ ابن جراحؓ شام کے گورنر تھے تو اسی زمانے میں امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمرؓ شام کے دورے پر تشریف لائے، ایک دن حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ: ”مجھے گھر لے چلے“۔ حضرت ابو عبیدہؓ جواب دیا کہ: ”آپ میرے گھر میں کیا کریں گے؟ وہاں آپ کو شاید میری حالت پر آنکھیں نچوڑنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہو“۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے اصرار فرمایا تو حضرت عمرؓ کو اپنے گھر لے گئے۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی سامان ہی نظر نہ آیا، گھر ہر قسم کے سامان سے خالی تھا۔ حضرت عمرؓ نے حیران ہو کر پوچھا ”آپ کا سامان کہاں ہے؟ یہاں تو بس ایک نمده، ایک پیالہ، ایک مشکیزہ نظر آ رہا ہے، آپ امیر شام ہیں، آپ کے پاس کھانے کی بھی کوئی چیز ہے؟“ یہ سن کر حضرت ابو عبیدہؓ ایک طاق کی طرف بڑھے اور وہاں سے روٹی کے کچھ ٹکڑے اٹھالائے۔ حضرت عمرؓ نے یہ دیکھا تو رو پڑے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا: ”امیر المؤمنین! میں نے تو پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ آپ میری حالت پر آنکھیں نچوڑیں گے بات دراصل یہ ہے کہ انسان کے لیے اتنا اثاثہ کافی ہے جو اسے اپنی خواب گاہ (قبر) تک پہنچا دے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”ابو عبیدہ! دنیا نے ہم سب کو بدل دیا، مگر تمہیں نہیں بدل سکی“۔ اللہ اکبر! وہ ابو عبیدہؓ جس کے نام سے قیصر روم کی عظیم طاقت و سلطنت لرزہ بر اندام تھی، جس کے ہاتھوں روم کے عظیم الشان قلعے فتح ہو رہے تھے اور جس کے قدموں پر روزانہ رومی مال و دولت کے خزانے ڈھیر ہوتے تھے، وہ روٹی کے سوکھے ٹکڑوں پر زندگی بسر کر رہا تھا..... دنیا کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ کر اسے اتنا ذلیل و رسوا کسی نے کیا تو وہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے یہی جاں نثار تھے۔

حضرت عمرؓ آپ کے اتنے قدردان تھے کہ ایک مرتبہ جب اپنے بعد خلیفہ کے تقرر کا سوال آیا تو آپ نے فرمایا کہ ”اگر ابو عبیدہ کی زندگی میں میرا وقت آ گیا تو مجھے کسی سے مشورے کی ضرورت نہیں، میں ان کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کے لیے نامزد کر جاؤں گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس نامزدگی کے بارے میں مجھ سے پوچھا تو میں عرض کر سکوں گا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے، اور اس امت کے امین ابو عبیدہ ابن جراحؓ ہیں (مسند احمد ص ۱۸) جب شام کے علاقے میں وہ تاریخی طاعون پھیلا جس سے ہزاروں افراد قلمہ اجل بنے تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو ایک خط لکھا جس میں انہیں فوراً مدینہ آنے کی تاکید کی۔ حضرت ابو عبیدہؓ اطاعتِ امیر کے ساری زندگی پابند رہے، لیکن اس خط کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ حضرت عمرؓ مجھے اس طاعون زدہ علاقے سے نکالنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ یہ خط پڑھ کر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ”میں امیر المؤمنین کی ضرورت سمجھ گیا، وہ ایک ایسے شخص کو باقی رکھنا چاہتے ہیں جو باقی رہنے والا نہیں ہے۔ اور پھر اس خط کے جواب میں مدینہ آنے سے معذرت کی اور لکھا کہ امیر المؤمنین میں مسلمانوں کے ایسے لشکر کے درمیان بیٹھا ہوں جس کے لیے میں اپنے دل میں اعراض کا کوئی جذبہ نہیں پاتا۔ لہذا میں ان لوگوں کو چھوڑ کر اس وقت تک آنا نہیں چاہتا جب تک اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے بارے میں اپنی تقدیر کا

حتمی فیصلہ نہیں فرمادیتا۔ لہذا مجھے اپنے اس تاکید حکم سے معاف فرمادیتے اور اپنے لشکر ہی میں رہنے دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے خط پڑھا تو آنکھوں میں آنسو گئے۔ جو لوگ پاس بیٹھے تھے وہ جانتے تھے کہ خط شام سے آیا ہے۔ حضرت عمرؓ کو آبدیدہ دیکھ کر انہوں نے پوچھا: کیا ابو عبیدہؓ کی وفات ہوگئی؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”ہوئی تو نہیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ ہونے والی ہے۔“ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے دوسرا خط لکھا۔ سلام کے بعد لکھا: ”آپ نے لوگوں کو ایسی زمین میں رکھا ہوا ہے جو نشیب میں ہے۔ اب انہیں کسی بلند جگہ پر لے جائیے جس کی ہوا صاف ستھری ہو۔“ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ خط حضرت ابو عبیدہؓ تک پہنچا تو انہوں نے مجھے بلا کر فرمایا کہ امیر المؤمنین کا یہ خط آیا ہے، اب آپ ایسی جگہ تلاش کیجئے جہاں لشکر کو لے جا کر ٹھہرایا جاسکے۔ میں جگہ کی تلاش میں نکلنے کے لیے پہلے گھر پہنچا تو دیکھا کہ میری اہلیہ طاعون میں مبتلا ہو چکی ہیں۔ میں نے واپس آ کر حضرت ابو عبیدہؓ کو بتایا۔ اس پر انہوں نے خود تلاش میں جانے کا ارادہ کیا اور اپنے اونٹ پر کجاوہ کسوا یا، ابھی آپ نے اس کی رکاب میں پاؤں رکھا ہی تھا کہ آپ پر بھی طاعون کا حملہ ہو گیا اور اسی طاعون کے مرض سے آپ نے ۱۸ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه۔

خدا رحمت کندا میں عاشقان پاک طینت را

### چیچہ وطنی میں چوتھے مرکز احرار ”مسجد ختم نبوت“ کا قیام

رحمن سٹی ہاؤسنگ سکیم اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی میں مسجد ختم نبوت کے لیے ایک کنال جگہ رحمن سٹی کے منتظمین نے دارالعلوم ختم نبوت (رجسٹرڈ) چیچہ وطنی کو عطیہ کی ہے جس کا سنگ بنیاد 10 مئی 2006ء کو قیام احرار سید عطاء المہسن بخاری نے رکھا۔ مسجد و سنٹر کی جگہ سے متصل ڈسپنسری لائبریری اور دفتری ضروریات کے لیے جماعت نے پانچ مرلے کا پلاٹ خریدا ہے جس کی ادائیگی ان شاء اللہ دسمبر 2006ء تک کرنی ہے۔ جملہ اہل خیر سے تعاون کی درخواست ہے۔

نوٹ: براہ کرم رقم بھیجتے وقت مدد کی صراحت ضرور فرمائیں

ترسیل زرا در رابطہ کے لیے

عبداللطیف خالد چیچہ دفتر مجلس احرار اسلام دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی پاکستان  
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 1306 نیشنل بینک آف پاکستان جامع مسجد بازار چیچہ وطنی بنا دارالعلوم ختم نبوت

فون نمبر: 040-5482253 موبائل: 0300-6939453

منجانب: تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی